اولٰئک مبرءون مما یقولون لہم مغفرۃ ورزق کریم

وہ لوگ بری ہیں ان الزامات سے جو یہ لگاتے ہیں ان کیلئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے

توضیحُ البیان فی حفظِ الایمان

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاندپوری ناظم تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِھِدَایَتِکَ اِیَّانَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ کُلُّ الْحَمْدِ مِنْکَ وَاِلَیْکَ وَفِیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجَّانَا مِنَ الْغَوَایَۃِ وَالْغَبَاوَۃِ وَالشَّقَاوَۃِ وَالْقَسَاوَۃِ وَالْغَفْلَۃِ وَالْعَیْلَۃِ وَالذِّلَّۃِ فِیْ سُلُوْکِ طُرُقِ حِفَاظَۃِ الْاِیْمَانِ وَثَبَّتَنَا عَلٰی طَرِیْقِ الْحَقِّ فِیْ تَوْضِیْحِ الْبَیَانِ لِحِفْظِ الْاِیْمَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مُفَرِّقِ فِرَقِ الْکُفْرِ وَالطُّغْیَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ مَا تَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ وَغَلَبَتِ السُّنَّۃُ النَّبَوِیَّۃُ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ عَلَی الْبِدْعَۃِ الْقَبِیْحَۃِ وَتَضَادَّ الْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ ط

امابعد السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار میں بفضلہ تعالیٰ تحذیر الناس براہین قاطعہ اور فتوے لاجعلی کی نسبت نہایت پوری اور کافی طور سے بحث کی گئی ہے جس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کسی صاحبِ حق کو کوئی خفا باقی ہی نہیں رہ سکتا۔ لیکن حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق فقط بسط البنان ہی پر اکتفا کیا گیا تھا اور یہ خیال تھا کہ بسط البنان کے بعد نہ مزید توضیح کی ضرورت نہ حاجت۔ مگر چونکہ بعض حضرات کو رسالہ موصوفہ سے تسلّی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق بھی کچھ عرض کر دیا جائے۔ جو صاحب بھی ان دونوں رسالوں کو بغور ملاحظہ فرما دیں گے ان کو بخوبی روشن ہو جائے گا کہ خاں صاحب نے جو کچھ بھی ان عبارتوں کے متعلق

خامہ فرسائی فرمائی ہے علم و دیانت و ایمانداری سے بالکل دور ہے۔ اور تحذیر الناس براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات بالکل پاک و صاف و بے غبار ہیں۔

واللہ تعالیٰ ھو المستعان و باسمہٖ تعالیٰ حامدًا و مصلّیًا اقول وعجولہ اجول خان صاحب اور ان کے جملہ اذناب بغور مطالعہ فرمالیں اور اگر ہمت ہو تو جواب لکھیں ورنہ حق کے قبول کرنے میں عار نہ چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

قابل لحاظ یہ امر ہے کہ رسالہ حفظ الایمان کے متعلق دو امر ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جس امر کو حفظ الایمان میں ثابت کیا ہے وہ دعوٰی اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور جو سوال کا جواب دیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اطلاق عالم الغیب کا درست ہے یا نہیں جس طرح آپ کو نبی رسول، شفیع المذنبین اول شافع اول مشفع سید الاولین والآخرین خاتم النبیین قائد الغر المحجلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ اسماء و القاب سے موسوم اور صفاتِ حسنہ سے موصوف پاکر ان صفات کا اطلاق کرتے ہیں اسی طرح آپ کو عالم الغیب کے اسم سے بھی موسوم اور اس لقب سے ملقب کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ وہ مقصد ہے کہ اس وقت ہم کو اس سے بالکل بحث نہیں یہ مسئلہ ہمارے موضوع سے بالکل علیحدہ ہے۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت ہے اور کس قدر ہے اور کب اور کن امور کا ہوا، اس کے لیے دلیل ہے یا نہیں اور ہے تو قطعی ہے یا ظنی نیز اس کا معتقد مسلمان ہے یا نہیں۔ سنّی ہے یا اہل سنت والجماعت سے خارج ذاتِ اقدس پر اطلاق لفظ عالم الغیب کا صحیح ہے یا نہیں حفظ الایمان کی دلیل سے یہ مدعٰی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ جملہ امور ہمارے بحث سے

اسوقت بالکل خارج ہیں۔ اس قسم کے سوال و جواب سے ہم تھوڑی دیر کے لیے بالکل علیٰحدہ رہنا چاہتے ہیں اس کا وقت ابھی نہیں ہے۔

دوسرے یہ امر کہ جو عبارت حفظ الایمان کی زیر بحث ہے اس میں تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحتہ ہے جو تاویل کو قبول ہی نہ کر سکے یا تاویل اس میں مسموع نہ ہو یا گو تنقیص صراحتہً تو نہ ہو اشارۃً یا کنایۃً و مجازاً ہی ہو مگر چونکہ قائل کی مراد وہی ہے اس وجہ سے قائل کی تکفیر ضروری ہے حتیٰ کہ جو قائل کی تکفیر میں تردد شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہو جائے دھکذا جراً۔ یا اس کلام کا مطلب صاف و صریح و صحیح و درست ہے اس میں تنقیص شان والا کا نام بھی نہیں نہ مصنّف کی یقیناً مراد جس کی بنا پر مصنّف بالکل حنفی سنی مسلمان ہیں ان کی جانب تکفیر کی نسبت محض غلط اور لغو اور بے جا ہی نہیں بلکہ گناہ کبیرہ اور سخت بے حیائی اور بہتان اور خیانت بھی ہے۔ چہ جائیکہ تکفیر قطعی۔

یہی امر آخر ہمارا مقصود ہے اور اسی کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں جس کو حضرات منصفین انشاء اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے کہ حفظ الایمان کی عبارت بیشک آئینہ کی طرح صاف و بے غبار ہے۔ مخالفین کو اپنے دلوں کا غبار اور عداوت اور بدگمانی نظر آتی ہے ورنہ وہاں لب کشائی کی گنجائش ہی نہیں۔

یہ ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی عرض کریں گے بسط البنان ہی کی توضیح ہوگی کوئی جدید بات نہ ہوگی ہاں عنوان کے بدلنے سے ان شکوک کا رفع ہو جانا ممکن ہے جو غلطی کی بنا پر ہیں اور جو اعتراض تعنت اور حسد کی وجہ سے جان بوجھ کر کئے گئے ہیں ان کا دفع کرنا کسی تقریر اور بیان سے ناممکن ہے وہ محض مقلب القلوب کے حوالے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

۔۔۔ظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ ظاہر ہے لیکن اس تسلیم کے بعد پھر بھی آپ کو عالم الغیب کہنے کے لیے منع کیا گیا ہے جو عبارات ذیل سے ظاہر ہے[۱] اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہٗ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ انتہی ملخصاً

عبارات مذکورہ بالا سے روشن ہے کہ باوجودیکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ مسلم ہے کہ آپ کو جو علوم لازم و ضروری نبوت کے لیے تھے وہ سب حاصل تھے

---

[۱] یہ عبارت پہلی عبارت سے دو سطر بعد ہے ۱۲ منہ

مگر پھر بھی آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم بلا قرینہ عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

اس دعویٰ پر ایک دلیل تو عبارت بالا میں مذکور ہو چکی، دوسری دلیل عبارت ذیل میں بیان کی گئی ہے جو متنازع فیہا ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ[1] پر علم غیب کا حکم کیا جانا یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہونا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے گفتگو تو اس میں ہے کہ بعد ثبوت علوم بعض مغیبات کے آپ کو جو عالم الغیب کہا جاتا ہے یہ حکم اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے یعنی وہ غیب جو لفظ عالم الغیب میں داخل ہے جس کا اطلاق ذات مقدسہ پر کیا جاتا ہے اس کے اندر جو غیب کا لفظ ہے اس میں گفتگو ہے اور جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کے لیے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بفرض محال جن امور کا علم غیب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں گفتگو فقط اس میں ہے کہ غیب جو لفظ عالم الغیب میں واقع ہے اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کل کے مقابلہ میں جب لفظ بعض آیا تو اس سے مراد مطلق ہے جو ایک کم کل کو بھی شامل ہے اور فقط ایک کو بھی اور یہاں تو اگلی ہی سطر میں موجود ہے (کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔)

عربی طریقہ پر حاصل یہ نکلے گا کہ عالم الغیب یا علم الغیب میں جو لفظ غیب کا معرف

[1] جس عبارت پر خط کھچا ہوا ہے وہ حفظ الایمان کی ہے ۱۲ منہ

باللام ہے اس سے مراد الف لام استغراقی ہے جو مفید احاطہ افراد کو ہے جس سے ایک فرد بھی نہ نکلے یعنی ہر ہر غیب کے عالم یا ہر ہر غیب کا علم جو خاصۂ خداوندی اور باتفاق امت اس کا اطلاق سوائے خدائے وحدہ لا شریک کے کسی پر جائز نہیں۔

یا مرادِ الف لام سے جنسی ہے۔ جو ایک کو بھی شامل ہے کیونکہ عہد خارجی بوجہ عدم تعین کے مراد نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں گفتگو اس صورت میں ہو رہی ہے جہاں اطلاق لفظ کا بلا قرینہ صارفہ ہو اور اگر کوئی فرد خاص درمیان متکلم اور مخاطب کے متعین ہو جاوے اور عالم الغیب سے کسی خاص شے کا علم مراد لیا جائے جو دونوں میں متعین ہے تو پھر اطلاق جائز ہو جائے گا اور چونکہ آج تک مسلمانوں میں یہ اطلاق سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر نہ شائع ہوا نہ ثابت ہوا ہے اس لیے بعض افراد معین مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ فَتَدَبَّرْ فَإِنَّ فِيْهِ إِشَارَةً لَطِيْفَةً إِلٰى بُطْلَانِ الشِّقِّ الثَّالِثِ۔ کیونکہ یہ امر تو مسلم ہے کہ اب تک یہ اطلاق ثابت نہیں ہوا نہ سلف نے اس لفظ کو بلا قرینہ آپ پر اطلاق کیا تاکہ غیب امور متعددہ یعنی یا سب مخلوقات سے زیادہ غیب کی طرف اشارہ کیا جائے تو بس متعین ہو گیا کہ الف لام سے مراد یا استغراقی ہے جو کل افراد کو شامل ہے یا جنسی جو ایک کو بھی شامل ہے۔ اور اگر عہدِ ذہنی لیا جائے تو وہ بھی حکم میں جنسی ہی کے ہوگا جس کا حاصل مطلق افراد ہوتا ہے لاعلی التعیین جو کم سے کم ایک فرد کو بھی شامل ہے۔

اور یہ تحقیق الف لام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اضافت کا بھی یہی حال ہے ملاحظہ ہو مختصر المعانی، مطول، ان کے حواشی و رحتی تو چاہے عالم الغیب معرف ہو یا عالم غیب یا علم غیب باضافت ہو حاصل ایک ہے۔

تو زید جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے اس لفظ غیب سے جو اس

میں واقع ہے اس کی مراد اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں پہلے بھی اس کا لفظ آیا ہے اور یہاں پھر وہی لفظ اس آیا ہے ان دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے یعنی جو غیب کہ لفظ علم غیب اور عالم الغیب اسم کے اندر ہے وہی مراد ہے وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذات مقدسہ کے لیئے ثابت ہے کیونکہ گفتگو اطلاق لفظ عالم الغیب میں ہو رہی ہے اور جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ثابت ہے اس سے یہاں گفتگو ہی نہیں وہ تو مسلم امر ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ علم غیب جو عالم غیب یا عالم الغیب میں ہے اور اس لفظ کے اطلاق کی علت ہے اگر اس سے مراد بعض علوم غیبیہ ہیں جو کم سے کم ایک کو بھی شامل ہے تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص اگرچہ سینہ فیض گنجینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل و بالامکان محالا فرض کرو مگر وہ علم غیب جو علت اطلاق لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے وہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک مطلق بعض ہے جو ایک فرد علم غیب کو بھی شامل ہے اگرچہ اس کا تحقق واقع اور نفس الامر میں لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ضمن میں ہوا ہے مگر اس تقدیر پر کہ جب علت اطلاق لفظ علم غیب کی ایک فرد ہوا ہے تو جیسے یہ ایک جو لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ساتھ متحقق ہو کر علت جواز لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے اسی طرح فرض کرو کہ معاذ اللہ تعالےٰ اگر واقع میں یہ تنہا ہوتا اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی غیب کا علم ہوتا جب بھی آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوتا کیونکہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی ہوئے جو کم سے کم ایک غیب کو بھی جانے تو یہ بعض غیب جو ایک کو بھی شامل ہے اور لاکھ کو بھی اور پھر وہ چاہے لاکھوں کے ساتھ متحقق ہو یا تن تنہا ہر صورت میں اپنے عالم کو عالم الغیب کہلاوے گا۔

تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ کیونکہ جس قدر علم غیب کو عالم الغیب کہلانے کی علت زید نے اس تقدیر پر فرض کیا ہے وہ سب میں موجود ہے پھر وہ سب عالم الغیب کیوں نہ کہلائیں گے زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی ہیں کہ کم سے کم ایک غیب کی چیز کو بھی جانے تو جب زید و عمرو وغیرہ سب ہی کم سے کم ایک غیب کی چیز کو جانتے ہیں تو زید کے نزدیک عالم الغیب کہلانے کے کیوں نہ مستحق ہوں گے ورنہ افتراق معلول کا علت سے لازم آتا ہے۔

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں، نہ معلوم اس قدر صاف اور سیدھے مطلب کو کس غرض سے الٹا کیا جاتا ہے۔ یعنی زید اگر عالم الغیب کے اطلاق کی وجہ مطلق بعض کو قرار دیتا ہے گو وہ ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا اور اس قدر علم جو ابھی مذکور ہوا اور جو ایک کو بھی شامل ہے چاہے وہ لاکھوں اور کروڑوں کے ضمن میں متحقق ہو یا غیر متناہی کی آغوش میں تربیت پائے یا فقط تن تنہا بذات خود موجود ہو، یہ بعض سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جملہ افراد انسانی میں متحقق ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی غائب چیز کا علم تو ہوتا ہی ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے تو چاہیئے کہ زید اپنے مقولہ کی بنا پر سب کو عالم الغیب کہے اور یہ باطل ہے کیونکہ اس صورت میں عالم الغیب ہونا صفت کمال نہ رہا۔ اور یہ بالکل خلاف مدعی ہے۔

غرض گفتگو اس مطلق بعض میں ہو رہی ہے جس کو زید نے اطلاق لفظ عالم الغیب

کی علت قرار دیا ہے اور وہ مفہوم کا مرتبہ سب جگہ موجود ہے یہ کس ملعون نے کہا ہے کہ جس قدر غیب حضور اقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقع میں ثابت ہیں اسی قدر غیب زید و عمرو بکر و غیرہ سب کے لیے حاصل ہیں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں بحث تو اس بعض سے ہے جو عالم الغیب کہلانے کی علت اور وجہ واقع ہوا ہے۔ جو بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہیں ادس سے تو یہاں نہ گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے نہ کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے نہ اس کا وہم ہو سکتا ہے۔

خان صاحب کی ذہانت اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت جو خان صاحب کو ہے اس کا اثر ہے کہ سیدھے معنے کو چھوڑ کر وہی معنی مراد لیے جاتے ہیں جن میں آپ کی صلے اللہ علیہ وسلم توہین نکلے۔ گو مصنّف کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو چہ جائیکہ مراد ہوں۔ لفظوں سے نکلیں یا نہ نکلیں، سیاق سباق موید ہو یا نہ ہو۔ مگر کریں کیا خان صاحب دل سے مجبور ہیں سوائے ایک مضمون کے کسی عبارات کا اور مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کفر کی عینک سے تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ نعوذ باللہ العظیم۔

توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے۔ ایک بادشاہ ہے جس نے اپنے ملک میں مختلف قسم کے سکے رائج کئے ہیں جو عام رعایا کو بوجہ رفع حوائج یومیہ خزانہ شاہی سے تقسیم ہوتے ہیں لیکن جواہرات عام لوگوں کو تقسیم نہیں ہوتے ہاں نہایت کم قیمت جواہر عوام کو بھی ملتے ہیں۔ اور جو خواص مقربین ہیں ان کو حسب حیثیت جواہر عالیہ دیئے جاتے ہیں، اس کے ملک میں مالک الدراہم والدنانیر تو سب رعایا کہلاتی ہے مگر مالک الجواہرات بجز بادشاہ کے کوئی نہیں کہلایا جاتا سلطان وقت نے اپنے وزیر اعظم کو اس قدر جواہرات عالیہ غالیہ

بیش بہا دیئے کہ اس قدر کسی کو نہ دئے نہ آئندہ دے گا اگر تمام ملک کی رعایا کیا خواص مقربین کے بھی تمام جواہرات کو ملایا جاوے تو اس کے ایک جوہر آبدار کے برابر بھی نہ ہوں چونکہ سرکار شاہی سے اس کو سب سے زیادہ جواہرات عطا ہوئے ہیں تو کوئی شخص مالک الجواہرات اس کو بھی کہنے لگے۔ اب دوسرا شخص اس سے یہ کہے کہ بھائی چونکہ یہ لقب بجز بادشاہ کے اور کسی کے واسطے نہیں بولا جاتا۔ تو چونکہ اس میں شرکت شاہی کا وہم ہے اس وجہ سے گو وزیر اعظم واقع میں جواہرات کا مالک اور جس قدر جواہرات عہدۂ وزارت کے لیے لازم اور ضروری تھے وہ بادشاہ نے اس کو دے دیئے مگر یہ لقب نہیں دیا اس میں وہم شرکت عظمت شاہی ہے لہذا یہ لقب ممنوع ہے پھر یہ کہ اس پر مالک الجواہرات کا حکم جو کیا جاتا ہے اس سے کل جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے یا بعض کا اگر بعض جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے تو اس میں وزیر کی کیا تخصیص ہے ایسا مالک ہونا تو زید و عمرو بکر بلکہ جملہ رعایا پر صادق آتا ہے اور اگر کل جواہرات شاہی کا مالک ہونا مراد ہے تو یہ تمہارے نزدیک بھی ثابت نہیں۔ حضرات منصفین کیا اس کلام میں وزیر اعظم کی توہین ہوئی یا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس قدر جواہرات وزیر اعظم کے پاس ہیں اسی قدر رعایا کے ہر فرد کے پاس ہیں۔ جب قائل تسلیم کرتا ہے کہ وزیر اعظم فقط ایک ہی ہے اس کو بادشاہ نے جواہرات اس قدر دیئے ہیں جو اس کے مرتبہ تقرب کے لازم و مناسب تھے اور کسی کے پاس اس قدر جواہرات کیا ان کا عشر عشیر بھی نہیں۔ مگر ہاں ان لاکھوں میں ایک بھی ضرور ہے اور ایک ادنیٰ چپراسی کے پاس بھی ضرور ہے گو یہ مسلم کہ چپراسی کے پاس فقط ایک ہے اور وزیر اعظم کے پاس ایسے ایسے لاکھ ہیں۔ اور پھر اس کا ایک اس کے ایسے ایسے لاکھ سے بھی زیادہ بیش بہا مگر جب زید مالک الجواہرات کا لقب ایک ہی جوہر کے مالک ہونے سے جائز رکھتا ہے گو وہ ایک کتنا

ہمارے تدر ہو تو زید پر لازم ہے کہ اس کا التزام کرے اور قائل ہو کر سب کو مالک الجواہرات کہے اس میں عمرو نے وزیر اعظم کی کیا توہین کی۔

خان صاحب کے اجلاس میں عمر کو تو ضرور پھانسی کا حکم ہوگا کیونکہ عمر کچھ کہے مگر خان صاحب کے یہاں اس کلام کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر جواہرات وزیر اعظم کے یہاں ہیں اسی قدر ہر ادنیٰ سے ادنیٰ رعایا کے پاس بھی ہیں۔ عمر نے وزیر اعظم کی نسبت توہین کی سخت سے سخت گالی دی لہذا ضرور واجب القتل ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اہل زبان اہل انصاف سے انصاف کی امید ہے ادنیٰ عقل مند بھی مثل کو مثل لہ پر منطبق کرے گا۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کی برابر نہ ہوں مگر چونکہ اطلاق عالم الغیب کا موہم شرک ہے لہذا یہ اطلاق صحیح نہیں اس میں نہ معلوم کیا گالی ہے اور کیا توہین ہے۔

کہاں تو خان صاحب کی تکفیر کے بارہ میں وہ احتیاط تھی جو ہم نے تذکرۃ الخواطر کے حصہ اول میں خان صاحب کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اور کہاں یہ غضب کہ صاف اور سیدھی عبارت کے مطلب کو غلط بنایا جاتا ہے۔ پھر افسوس یہ ہے کہ ایک تو وہ مطلب جس کی عبارت فی الجملہ متحمل ہو، اور ایک وہ کہ چاہے الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کردو مگر وہ ان معانی باطلہ کا تحمل ہی نہ کر سکیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ انہی معنی کو متکلم کے سر رکھ کر تکفیر قطعی فرماتے ہیں قیامت ہے کہ خان صاحب کے اذناب فرماتے ہیں کہ تاویل کر کے حفظ الایمان کی عبارت بنائی بھی تو اصل عبارت موہم کفر ہی رہی۔ اب ہم ناظرین کی خدمت میں وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں خان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ کا مطلب بیان کیا ہے۔ اس میں

(یعنی حفظ الایمان میں) تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ حسام الحرمین صہ۲۱۔

دوسری جگہ عبارت مذکورہ نقل کر کے فرماتے ہیں: کیا اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپایہ کو حاصل ہے۔ تمہید الایمان صہ۱۱

خان صاحب کے اذناب کچھ تو شرمائیں کہ ہم نے جو معنی نقل کیے ہیں وہ تاویل ہے یا خان صاحب نے مسخ کر کے تو ایجاد معنی جو بیان کیے ہیں وہ تاویل بلکہ مسخ ہے۔ ذرا خان صاحب کے معنی کی تشریح تو ملاحظہ فرمائیے۔ ایک شخص کا دعوٰی یہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب حاصل ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے یعنی جو علم غیب آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو واقع میں حاصل ہے اس سے آپ کی بعض غیب مراد ہیں یا کل۔ مطلب تو مطلب ہے الفاظ ہی پر بے ساختہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے جب آپ کا ہی علم غیب مراد ہے تو آپکا علم غیب۔ اس کا کیا مطلب پھر اگر آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص اس سے زیادہ عجیب ہے جب آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو وہ آپ کے ساتھ خاص نہ ہوگا پھر جیسا علم آپ کو حاصل ہے زید عمرو وغیرہ کو حاصل ہونے کے کیا معنی۔

صاحب حفظ الایمان کا مدعیٰ تو یہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور وجہ یہ ہے کہ ایک صورت میں زید و عمرو بکر صبی و مجانین بلکہ حیوانات پر بھی اطلاق عالم الغیب کا لازم آتا ہے۔ اور دوسری

صورت میں عالم الغیب کا مفہوم ہی متحقق نہیں ۔ جس پر عقل و نقل دونوں کو شاہد قرار دیا گیا ہے ، اب اگر مراد علم غیب کا مفہوم نہ ہو بلکہ وہ علم مراد ہو جو واقع اور نفس الامر میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے متحقق اور ثابت ہے ۔ تو حاصل کلام یہ ہوگا کہ اطلاق عالم الغیب کا ذات مقدسہ پر صحیح ہے ۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس غیب سے یا تو وہ بعض غیب مراد ہے کہ جو آپ کے لیے ثابت ہیں ۔ وہ زید و عمرو و بکر وغیرہ میں کیا آپ کے سوا کہیں بھی متحقق نہیں ہو سکتا ۔ تو اس صورت میں علت اطلاق علم غیب کی آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہو گی ، اور اگر آپ کے کل علوم غیبیہ مراد ہوں جن سے آپ کے علم کا ایک فرد بھی نہ چھوٹے تو وہ بھی آپ ہی میں متحقق اور ثابت ہیں پھر ان کا بطلان کس دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو سکتا ہے ۔ بطلان کیا اس صورت میں تو متحقق اور واقع ہو گیا ، غرض جو معنی خان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کے بیان فرمائے ہیں وہ معنی ہو ہی نہیں سکتے ۔ محال ہیں ورنہ کلام بالکل بے محل اور لغو و بیہودہ ہو جائے گا ، کیونکہ مقصود قائل یہ ہے کہ ایک صورت میں علت اطلاق علم غیب کی متعدد جگہ متحقق ہے اور دوسری صورت میں علت بالکل معدوم ہے ۔ اور خان صاحب کی تجویز کے مطابق اول صورت میں جو علت ہے وہ آپ ہی کے ذات مقدسہ کے ساتھ خاص ہے تعدد اور اشتراک کیسا تا کہ تخلف حکم علت سے لازم آوے اور ثانی صورت میں علت تمامہا متحقق ہے پھر بطلان کیسا اب علم سے مراد علوم لیجئے مگر تکفیر پھر محال ہے ۔ فتفکر فانہ دقیق اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمرو و بکر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا ۔ ایسے دلائل خان صاحب ہی کے کلام میں ہوتے ہوں گے ۔ دنیا کا اور عالم تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا بے معنی کلام لکھ نہیں

سکتا ۔ تو ثابت ہو گیا کہ مراد مفہوم علم غیب ہے جو ایک کلی ہے ۔ اس کا ایک فرد ذات مقدسہ کیلئے بھی متحقق ہو سکتا ہے اور غیر کے لیے بھی اور اسی کا دوسرا فرد وہ ہے جو نہ آپ کے لیے ثابت ہو سکے نہ آپ کے غیر کے لیے وہ مخصوص بذات باری عز اسمہ ہے ۔

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے نہ کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے نہ اس کے مراد لینے سے قائل کا مدعی ثابت ہو سکتا ہے یہاں گفتگو علم غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے ۔ جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی اور وہ ایک نہایت ادنیٰ درجہ ہے ، جو اعلیٰ درجہ میں ضرور متحقق ہوگا اس کا تحقق اعلیٰ درجہ کے تحقق کو مانع نہیں بلکہ اگر وہ درجہ متحقق نہ ہو تو اعلیٰ درجہ متحقق ہی نہیں ہو سکتا ۔ جب ایک ہی نہ ہوگا تو دو اور لاکھ کیسے متحقق ہو سکتے ہیں ۔ اور دوسرا فرد اس مفہوم کا وہ ہے جو کسی مخلوق میں بھی متحقق نہیں ہو سکتا جس کے امتناع پر دلیل عقلی و شرعی قائم ہے وہ مختص بذات پاک خالق المخلوقات ہے ۔

خان صاحب کا تراشیدہ مطلب حفظ الایمان کی عبارت کا صریحی مطلب تو کیا ہزار وسائط بھی بفضلہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا ۔ جس کی عقل سلیم میں اب بھی مطلب نہ آئے اور پھر بھی یہی کہے کہ نہیں اس عبارت میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی ہے یا کم سے کم یہ عبارت تنقیص شان والا کو موہم ہے تو چاہیئے کہ وہ اپنی بدقسمتی پر روئے کلام کا قصور نہیں اس کی عقل کی خوبی ہے فللہ الحمد علی وضوح الحق ۔

گستاخی معاف خان صاحب کا مطلب کوئی بریلی کے پاگل خانے کا پاگل کہدے تو کہدے اور تو کوئی ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ایک علامہ زمان ۔ ایسی صاف عبارتوں

کے مطلب لکھنے میں ہمارا وقت عزیز برباد ہو کاش اگر یہ وقت آریوں کے مقابلہ میں صرف ہوتا تو کیسا اچھا ہوتا مگر خان صاحب کو خدا دارین میں اس کا بدلہ عنایت فرمائے کہ دیدہ و دانستہ اپنا وقت تو کھوتے ہی ہیں، دوسروں کا وقت بھی تباہ کرتے ہیں کاش وہ اس کا جواب میری زندگی میں دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ناک سے پانی نہ پلوادوں تو ابن شبیر خدا نہیں۔ اگر خان صاحب نے قلم اٹھایا تو خدا چاہے تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں مزا آوے گا۔ انشاء اللہ العزیز ثم انشاء اللہ العزیز ساری علمیت کی وہ قلعی کھلے گی جو ان کی قابلیت دنیا اور اچھی طرح دیکھ لے گی مباحث علمیہ کو اس حصہ کے لیے انتظار کھا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ خان صاحب علمیت کی بات آنے ہی نہیں دیتے پھکڑ بازی ہی سے کام لیتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر زید لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی علت فقط بعض علم غیب کو قرار دیتا ہے چاہے وہ بعض ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس قدر علم غیب جس کو اطلاق لفظ عالم الغیب کی زید نے علت قرار دیا ہے زید و عمرو بکر و غیرہ وغیرہ کو بھی حاصل ہے اگر سب کو عالم الغیب کہے تو پھر اس میں کیا تعریف ہوئی اور کیا کمال ہوا اور یہ علم منجملہ کمالات نبوت نہ ہوا اور اگر سب کو عالم الغیب نہ کہے تو وجہ فرق بیان کرنا ضروری کہ جب اس کے نزدیک عالم الغیب کہنے کی علت دونوں جگہ متحقق ہے تو پھر ایک جگہ اطلاق عالم الغیب جائز رکھے اور دوسری جگہ ناجائز وجہ فرق کیا ہے حفظ الایمان کی عبارت یہ ہے۔

"پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبوت شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے انتہی"

اس صاف صریح سیدھے مطلب کے اڑانے کے لیے خان صاحب اس عبارت کے بعد گوہر افشانی فرماتے ہیں۔

"کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جانوروں پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا تمہید ص۱۲ دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور بڑے دغا باز کے دل پر حسام الحرمین ص۲۳"

حضور والا جو ملعون مردود ایسا ہو وہ کافر مرتد بے ایمان۔ یہ تو فرمایا جائے کہ وہ دشمن بے ایمان نام کا مسلمان ہے کہاں؟ آپ غور سے تلاش فرمائیں سوائے بریلی کے پاگل خانے کے اور کہیں تو شاید کیا یقینی کوئی کافر بھی نہیں مل سکتا۔ یہ شہرت علم و دیانت اس پر یہ حالت کہاں ہیں خان صاحب کے اذناب؟ ان کو عالم متدین خیال کرنے والے۔ فرماؤ تو سہی یہی رہبر دین ہیں اگر سید ہا مالک[1] کے حوالے نہ کریں تو ہم سے کہنا کیا حفظ الایمان کی عبارت کا لاکھ برس تک بھی یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خاک بدہن قائل بلکہ نار جہنم جانوروں اور پاگلوں میں فرق نہیں یا یہ مطلب ہے کہ جب علت اطلاق لفظ عالم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے تو نبی کو عالم الغیب کہا جائے اور غیر نبی کو عالم الغیب ہے۔ کیونکہ علت اطلاق بعض علوم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے اس صورت میں نبی کی نبوت اطلاق لفظ عالم الغیب کی علت تھوڑا ہی ہے کہ نبی کو بوجہ نبوت عالم الغیب کہا جائے۔ اور غیر کو نہ کہا جائے۔ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کوئی شخص سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے عربی کہے کہ آپ عرب کے باشندے ہیں۔ اور دوسرے عرب کے باشندوں کو عربی نہ کہے۔ اس پر کوئی شخص وجہ فرق دریافت کرنے لگے کہ نبی اور غیر نبی میں وجہ

[1] داروغہ جہنم کا نام مالک ہے ۱۲ ناشر

فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ تو یہ فرمادیجئے کہ جو آپ میں صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے عربیوں میں وجہ فرق دریافت کرے کیا اس نے نبی کو گالی نہیں دی۔ کوئی نبی کی پرستش کو دین ایمان کہے اور بتوں کی عبادت کو شرک اس پر کوئی مسلمان کہے نبی اور بت میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو کافر کہہ دیجئے کہ نبی اور بت میں فرق پوچھنے بیٹھا۔ یہی علم و دیانت ہے اور عوام کو دھوکہ دہی نعلا سمجھے۔ اس پر اذناب کا اعلیٰ حضرت اعلیحضرت کہتے ہوئے منہ خشک ہوتا ہے۔ اگر کسی میں دیانت ہے تو اعلیٰ حضرت کی دیانت کی اب خبر لے دیانت کے نام سے کام نہیں چلتا۔ عوام بیچارے کیا کریں رونا توان کا ہے جو عالم بھی کہلاتے ہیں اور پھر بھی ان خباثتوں پر مطلع نہیں ہوتے یا باوجود اطلاع دیدہ و دانستہ ایمان کو رخصت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مطلب وہی ہے جو اعلیحضرت فرماتے ہیں اگر ان میں کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کو مستعفی فرمادیں اور اپنے دین و دیانت ایمان کی خبر لیں۔

اس صاف اور سیدھے مطلب پر خان صاحب نے یہ شور و غل مچایا ہے کہ خدا کی پناہ اب ناظرین تزکیۃ الخواطر حصہ اول کو ضرور ملاحظہ فرمائیں تب معلوم ہوگا کہ خان صاحب کے کھانے کے دانت کون سے ہیں اور دکھانے کے کون سے۔ بصیرت پر کفر کی عینک لگا رکھی ہے ؎

کہ بچشمان دل مبین جز دوست الخ

کے مظہر ہوگئے ہیں۔

لفظ ایسا کی تحقیق عبارت ذیل سے معلوم ہو جائے گی بعض بعض خان صاحب کے معتقدین فرماتے ہیں کہ لفظ ایسا تو تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو حفظ الایمان میں علم زید و عمرو بکر صبی و مجانین و بہائم سے تشبیہ دی اور یہ بڑی

گستاخی ہے۔ ان حضرات کو امیر مینائی کی یہ عبارت سمجھا دیجئے اور اگر جناب لغت میں بھی مجدد ہوں اور کسی کی نہ مانیں تو پھر آپ کا کلام بھی موجود ہے گو قابل حجت نہ ہو امیر اللغات میں لفظ ایسا کی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

۱۔ اس قسم کا اس شکل کا۔ فقرہ ایسا قلمدان ہر ایک سے بنناد شوار ہے۔ آتش ؎

محبوب نہیں باغ جہاں میں کوئی تجھ سا ۔۔۔ پور کھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی

۲۔ اس قدر اتنا۔ فقرہ۔ ایسا مارا کہ ادھموا کر دیا۔ برق ؎

اس بادہ کش کا جسم ہے ایسا لطیف و صاف

زنار پر گمان ہے موج شراب کا

۳۔ مماثل اور مانند۔ فقرے تم ایسے بہتیرے مل جائیں گے۔ ہم ایسوں سے تو وہ بات بھی نہیں کرتے۔

۴۔ اس طرح یوں۔ فقرے میں نے ایسا سنا ہے کہ آج دونوں بھائیوں میں چل گئی تم ان سے صاف صاف کہہ دینا کہ میر صاحب ایسا کہتے ہیں۔ ۵۔ اور کبھی اچھائی برائی کی جگہ بطور مبالغہ بھی استعمال کرتے ہیں فقرے ایسا وقت قسمتوں سے ملتا ہے۔ کوئی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے۔ امیر اللغات صـ ۳۰۲ جلد دوم۔ پانچ معنی لفظ ایسا کے لکھے ہیں۔ پھر بھی یہ فرمانا کہ لفظ ایسا تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے کس قدر انصاف ہے۔ عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر و اتنا ہے۔ پھر تشبیہ کیسی۔ تو حاصل یہ ہوا کہ جس قدر اور جتنے علم کو علۃ اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو بکر میں بھی متحقق ہے نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔

اگر خان صاحب کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاوے بلکہ کیا گیا ہے کہ حفظ الایمان میں

فقط دو ہی احتمال کیوں بیان کیے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں صرف دو ہی احتمال تھے یا علم کل مغیبات کا یا بعض کا ولو کان واحدا ایک یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کو علم مغیبات معتدہ بہا یا جملہ مخلوقات کے مغیبات سے زائد کا ہو اور اسی کو اطلاق عالم الغیب کی علت قرار دی جائے اور یہی احتمال قوی بھی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو یوں فرماتے ہیں۔

"پھر خیال کرو اس نے کیونکر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد ہے نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک افضلیت اسی میں منحصر ہوگئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضلیت کا سلب واجب ہوا اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے۔ حسام ص۲۳"

خان صاحب بغور ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت مولینا اشرف علی صاحب مدت فیوضہم نے ایسا نہیں کیا۔ حضور کی فہم و دانش کی خوبی ہے۔ اس اعتراض کا جواب بسط البنان میں بخوبی مذکور ہے۔

حضرت مولینا موصوف فرماتے ہیں کہ:

"علم بلا واسطہ اور علم محیط جمیع اشیاء کا کہ جس سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہے یہ باری تعالیٰ شانہ کے ساتھ خاص اور جو علوم لازم اور ضروری مقام نبوت کے لیے ہیں وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اس میں آپ کا کوئی شریک نہیں کیونکہ جس درجہ کی آپ کی نبوت ہے اسی درجہ کا آپ کا علم تو جو علوم آپ کو مرحمت ہوئے ہیں ان میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا لانہ سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور یہ

درجہ علم الغیب کا وہ ہے جو زید و عمرو و بکر صبی و مجانین جملہ حیوانات کو حاصل ہے اس میں کوئی کمال نہیں ان مراتب ثلاثہ کا ذکر حفظ الایمان میں بھی موجود ہے۔ پھر یہ اعتراض کہ مطلق علم اور علم مطلق ہی میں حصر کر دیا جناب ہی کے شایانِ شان ہے۔"

خان صاحب عقل کی ہر جگہ ضرورت ہے نفس الامر میں ان مراتب ثلاثہ کا ہونا اور بات ہے اور وجہ تسمیہ میں ذکر نہ کرنا اور بات ہے۔ بلکہ ذکر بھی ایک طرح کا نہیں کسی کا ذکر صراحتہً ہوتا ہے اور کسی کا ضمناً و کنایتہً۔ اور دوسرا جواب اس شبہ کا وہ ہے جو بندہ نے اشارۃً ذکر کیا ہے۔ یعنی چونکہ ذات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلف سے خلف تک بلا قرینہ صارفہ کے اطلاق عالم الغیب کا متعارف نہیں اور گفتگو بھی اسی صورت میں ہے کہ اطلاق بلا قرینہ ہو۔ اس وجہ سے یہ علوم مغیبات معتدہ یا جملہ مخلوقات سے زائدہ درمیان مخاطب اور متکلم کے متعین ہی نہیں لہذا لفظ الغیب سے یہ مراد ہی نہیں ہو سکتا۔ اس جواب میں اور حضرت مولانا موصوف کے جواب مذکور میں فرق کو بغور ملاحظہ فرمایئے دونوں جواب ایک نہیں ہیں اور اگر عالم الغیب معرف باللام نہ ہو بلکہ عالم الغیب باضافۃ ہو تو اضافۃ کا بھی وہی حال ہے جو معرف باللام کا چنانچہ پہلے عرض کیا گیا یہ مضامین تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں ملاحظہ فرمایئے بشرطیکہ آپ جواب دیں ورنہ ناظرین کی تسکین کے لیے یہی کافی ہے ہاں اگر علمیت کا دعویٰ ہے تو قلم ہاتھ میں پکڑیئے پھر انشاء اللہ تعالےٰ ہم بھی عرض کر دیں گے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ خان صاحب تو یہی فرماتے ہیں کہ علوم مغیبات معتدہ بہا یا زائد من علوم المخلوقات کو ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ احتمال صحیح موجود ہے میں عرض کرتا ہوں ایک نہیں سو احتمال ایک کو بھی ذکر نہیں کیا مگر یہ تو فرمایا جائے کہ احتمالات واقعیہ کے ذکر نہ کرنے سے جو

عبارت مذکور ہوئی وہ صریح گالی کیوں ہو جائے گی جو آپ کا دعویٰ ہے ذرا غور سے کام لیجئے فرق لطیف ہے ۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ ذکر نہ کرنے سے یہ کیسے لازم آیا ہے کہ وہ شخص واقع اور نفس الامر میں بھی اس احتمال کا قائل نہیں ۔ عدم ذکر اور ذکر عدم میں فرق تو ایسا نہیں جس کو آپ خیال نہ فرما سکیں اور یہاں تو عدم ذکر بھی نہیں بلکہ صراحۃً ذکر ہے لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے ۔

اس پر خان صاحب شاید یوں فرمائیں کہ اگر یہ ہمارا اعتراض صحیح نہیں اور عبارت مذکورہ میں توہین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نہیں تو اس کو اپنے اکابر کی شان میں کہدو چنانچہ فرماتے ہیں ۔ مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر آپ اور آپ کے اساتذہ میں چلتی ہے یا نہیں ۔ نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو کیا جواب الخ پھر جناب خان صاحب نے اس تقریر کو اول سے آخر تک جاری فرمایا ہے ۔ اور یہ بھی منجملہ ان اعتراضات کے ہے جو بڑے قوی شمار کیے جاتے ہیں جن پر خان صاحب کو ناز ہے ۔

پہلے خان صاحب اور ان کے اذناب یہ فرماتے تھے کہ اگر واقعی حضرات دیوبند کے یہ عقائد نہیں جو ہم ان کی طرف منسوب کرتے ہیں تو صاف کیوں نہیں لکھ دیتے کہ ہمارے عقائد ایسے نہیں جھگڑا طے قصہ ختم ہو ۔ مگر جاننے والے جانتے تھے کہ یہ فقط زبانی جمع خرچ ہے اس کے بعد بھی وہی حالت رہے گی ۔ جواب ہے کیونکہ یہ تکفیر لوجہہ تعالیٰ نہیں ہے بلکہ محض بغض و عناد اور عداوت اسلام پر مبنی ہے جب تک ان کے مخالف مسلمان رہیں گے اور سنت کے فریفتہ خان صاحب کا بغض ان سے جا ہی نہیں سکتا ۔ ہاں آپ پڑوسن مجھ سے ہو ۔ اگر وہ بھی خان صاحب ہی جیسے ہو جاویں تو پھر خان صاحب کا کوئی جھگڑا نہیں ۔

لیکن جن حضرات کو خان صاحب کی اصل غرض معلوم نہیں تھی ان کو البتہ خلجان ہوتا تھا کہ واقعی حضرات دیوبند ایسا کیوں نہیں کرتے ادنیٰ بات میں جھگڑا طے ہوتا ہے ۔

قطع الوتین کو چھپے ہوئے مدت ہوئی جس میں صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ جن امور کی نسبت خان صاحب تکفیر فرماتے ہیں ۔ ان عقائد کو ہم بھی کفریہ کہتے ہیں اور ان کے قائل کی تکفیر کرتے ہیں ۔ اور یہ مجرد قول ہی قول نہ تھا بلکہ بعض حضرات جو اس عالم سے تشریف لے گئے یعنی حضرت مولٰینا محمد قاسم صاحب نانوتوی حجۃ اللہ تعالےٰ فی الارض و حضرت مولوی رشید احمد صاحب رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہما ان کے رسائل مطبوعہ کی عبارات لکھیں اور جو حضرات اس عالم میں رونق افروز ہیں ان کے دستخط بقلم خاص ہیں مگر خان صاحب ہیں کہ ان کے وہی دم خم ہیں اور وہی لن ترانیاں بھگھارتے ہیں ۔

اسی طرح اب بھی کہا جاتا ہے کہ اگر یہ عبارت توہین اور گالی کی نہیں تو آپ اپنے اساتذہ کی شان میں جاری فرمائیں بہت اچھا سنئے اگر کوئی ہمارے اکابر کو عالم فاضل اس بنا پر کہتا ہے کہ وہ عالم جمیع اشیاء کے ہیں تو قطعًا عقلاً نقلاً باطل ہے ۔ اور اگر اس بنا پر عالم کہتا ہے کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص بعض اشیاء کا علم تو زید عمرو بکر و صبی و مجانین بلکہ جملہ حیوانات کو ہے اس بنا پر عالم فاضل کہنا کوئی کمال کی بات نہیں ۔ تو اگر قائل التزام نہ کرے تو وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے ۔ مگر یاد رہے کہ ہمارے اکابر و اساتذہ اور دنیا کے علماء کو عالم فاضل اس وجہ سے کہنے والا دنیا میں کوئی بھی نہیں نکلے گا ۔ ہاں اگر کوئی ہو تو بریلی کے پاگل خانہ میں نکلے ۔ کیونکہ یہ تقریر یہاں جاری نہیں ہو سکتی ۔ وجہ ملاحظہ ہو ۔ یہاں عالم فاضل متکلم مولوی صوفی ان حضرات کو کہا جاتا ہے اور یہ عرف عام ہے ۔ اور جب سے یہ اطلاق جاری ہے اس وقت سے نہ یہ مراد ہے

کر وہ کل علوم کے عالم ہیں نہ یہ کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے ولو کان واحداً جس میں صبی و مجانین و جملہ حیوانات شریک ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ علوم معتدبہا کے عالم ہیں بخلاف عالم الغیب کے کہ اس کا اطلاق ثابت ہی نہیں تاکہ یوں کہا جاوے کہ یہاں بھی امور معتدہ کا علم غیب مراد ہے خافتر تا۔

لیجئے اب تو ہم نے یہ تقریر کر دی اب تو اشتہار دیجئے کہ ہاں ہماری ہی غلطی تھی واقعی اس عبارت میں توہین نہیں ہے مگر یہ تمام باتیں علم و دیانت انصاف پر مبنی ہیں اللہ تعالےٰ توفیق عنایت فرمائے ہم کو تو امید نہیں ہے ہاں اللہ تعالیٰ بے شک قادر ہے۔

اس کے بعد جناب خان صاحب نے بہت زور و شور سے اسی تقریر کو انبیاء علیہم السلام میں جاری فرمایا۔ یعنی جیسے اس تقریر سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے چاہیئے کہ عالم بھی نہ کہہ سکیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے ص۲۳ حسام الحرمین اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام لیجئے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم الخ تمہید ایمان ص۱۲"

اس کا جواب وہی ہے جو مذکور ہوا کہ جب آپ کے صلے اللہ علیہ وسلم ادنیٰ امتیوں پر عالم کا اطلاق باعتبار علوم معتدہ بہا کے متعارف اور شائع ہے تو پھر ذات مقدسہ پر عالم کے اطلاق میں کیا تامل ہے۔ اور یہ تقریر وہاں چل ہی نہیں سکتی۔ خافتر تا۔ جن شبہات پر خان صاحب کو ناز ہے ان کا یہ حال ہے۔

اور اس سے زیادہ عجیب تر یہ ہے جو اس کے بعد جناب خان صاحب

تحریر فرماتے ہیں اس لیے کہ یہ:

"یہ گھڑی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الٰہی میں بعینہ بغیر کسی تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ کی قدرت عامہ کا منکر ہو اس منکر سے کہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار رکھتا ہے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول مسلمانان صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت سے مراد بعض اشیاء پر قدرت ہے یا کل اشیاء پر اگر بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر کل اشیاء پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری بھی ہے اور اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں الخ ص۲۳، ۲۵ حسام الحرمین"

خان صاحب تو یہی فرماتے تھے کہ جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے وہ کافر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اولیاء کرام اور علمائے عظام اور صلحائے امت کے ساتھ بھی گستاخ ہو اس کے بھی سلب ایمان کا خوف ہے اور عقل کے مسخ ہونے کا اندیشہ ہے۔

خان صاحب کے ہوا خواہان کہاں ہیں ان کو عالم فاضل مجدد مائۃ حاضرہ نشر علوم کا مجدد ماننے والے کس طرف ہیں۔ اعلیحضرت اعلیحضرت کہتے کہتے منہ خشک ہوتا ہے ان کے تدین اور تصوف کی وجہ سے مرید اور معتقد ہوئے ہیں۔

اے سکینو! اپنی حالتوں پر رحم فرماؤ کچھ تو آنکھ کھول کر دیکھو کہ پیر صاحب کون ہیں کس زور کی تقریر فرمائی ہے اور حضرت مولینا تھانوی مدت فیوضہم العالیہ کو کس قدر سخت و سُست کہا اور گالیاں دی ہیں مگر ایسے منہ کے بل گرے کہ جان ہی نکل گئی اگر کوئی اس شبہ کا جواب دے دے بلکہ سب ملکر بھی جواب دے لیں تو جاؤ ہم بھی خان صاحب کی ذہانت کے معتقد ہو جائیں گے ورنہ آپ سب صاحب توبہ فرمالیں کہیں تو آخرت کا خوف چاہیئے۔

جس تقریر کو خان صاحب نے اس قدر غور و فکر سے لکھا ہے اس پر مخالف کو اس قدر سخت کہا ہے جو مناسب نہ تھا پھر خود اس قدر لغویات کہی جو بن ہی نہیں سکتی اور تماشا یہ ہے کہ اسی غلطی پر فخر فرماکر صحیح کہنے والے کو گالیاں دیتے ہیں۔ بس کیا عرض کروں اسی جماعت کا کام ہے ۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

جو بے دین قدرت عامہ باری تعالیٰ کا منکر ہو اور حفظ الایمان کی تقریر جاری کرے تو اُسے آپ یہ جواب دیں کہ بریلی کے پاگل خانہ سے کب نکلے ہو۔ ہم خداوند تعالیٰ کو قادر بقدرت عامہ شاملہ باعتبار جمیع ممکنات کے کہتے ہیں، ایک کو بھی استثناء نہیں کرتے اور یہ باعتبار مطلق قدرت کے ہے اور ہم اس کو قادر بالذات کہتے ہیں۔ اس کی قدرت ذاتیہ ہے اور زید و عمرو صبی و مجانین جملہ حیوانات کو قدرت عرضیہ ہے۔ اس بنا پر اگر بفرض محال زید و بکر کی قدرت جملہ ممکنات پر بھی تسلیم کرلیں تب بھی باعتبار قدرت ذاتیہ کے ان کو قادر نہیں کہہ سکتے۔ نَتَفَكَّرُ فِيهِ فَإِنَّ هٰهُنَا جَوَابًا اٰخَرَ بِاِعْتِبَارِ مُطْلَقِ الْقُدْرَةِ لَا نَذْكُرُهُ الْاٰنَ علاوہ ازیں یہاں قدرت کا اطلاق ثابت ہے، بخلاف

علم غیب کے کہ یہاں اطلاق ثابت نہیں۔ فافترقا۔

اگر ہم خان صاحب کا طرز اختیار کریں اور ان کے کلام کا لازم مطلب بیان کریں تو یوں کہیں گے کہ خان صاحب آپ تو اپنے قول کے موافق بڑے پکے ہوئے کافر نکلے۔ آپ اور آپ کی اذناب مل کر اس جدید کفر کو اٹھائیں آپ اس تقریر مذکور کو قدرت باری میں بلا تکلف جاری بتلاتے ہیں۔ حالانکہ اس تقریر کا جریان بہر صورت آپ کے کفر کو مستلزم ہے اگر آپ قدرت سے ذاتیہ مراد لیتے ہیں تو زید و عمرو صبی و مجانین بلکہ جملہ حیوانات کے لیے آپ نے قدرت ذاتیہ ثابت فرمائی حالانکہ یہ قطعی کفر ہے جس کو آپ بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ اور اگر قدرت سے مراد قدرت عرضیہ ہے جو مثل لہٗ کے مطابق ہے تو پھر کیا کوئی پاگل بے دین مرتد خدا کے لیے بھی قدرت عرضیہ ثابت ہے جس کو آپ خدا کے لیے ثابت کر کے مسلمانوں کے ذمہ دھرتے ہیں۔ جناب عالی بجز آپ کے کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جو خداوند عالم کے لیے قدرت عرضیہ ثابت کرے وہ بھی ایک جگہ نہیں قدرت عامہ شاملہ۔

خداوند عالم کے لیے اگر کوئی ایک امر کی بھی قدرت عرضیہ ثابت کرے تو وہ قطعی کافر ہے چہ جائیکہ غیر متناہی امور کی قدرت عرضیہ غیر متناہی طریقہ سے۔

فرمایئے غیر متناہی وجہ سے کافر ہوگئے یا نہیں اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ قدرت باری میں تقریر مذکور بلا تکلف جاری ہو سکتی ہے۔ تماشا یہ کہ ہم نہیں کہتے آپ ہی کے کلام سے آپ پر کفر لازم آتا ہے جو ملین لازب ہے۔

بلا تکلف تو کیا آپ بہزار تکلف بھی اس تقریر کو جاری فرمادیجیئے۔ ہاں بلا تکلف اگر آپ اپنے کفر کا اقرار فرمالیں تب تو تقریر بالا کو آپ قدرت باری میں بلا تکلف

جاری فرما سکتے ہیں اور اگر آپ ایسا کریں تو پھر جواب مذکور کو ملاحظہ فرمایئے حفظ الایمان پر کوئی شبہ نہیں۔

خان صاحب تعلی نہیں کرتے خدا کا فضل بیان کرتے ہیں مناظرہ اسے کہتے ہیں آپ کو رسائل لکھنے کی کیا حاجت تھی۔ تبعین سنت سے عداوت ذاتی ہے اس کو صاف صاف کہہ دیا کیجئے دلیل وغیرہ لکھنے کی ضرورت نہیں ایک اشتہار دے دیجئے کہ جو ہم کو ایسا ایسا لکھے اس کو ہم کافر کہیں گے قرآن و حدیث پر فضول مشق کی جاتی ہے فقط یہ کہہ دیجئے کہ جو سچے پکے حنفی ہیں وہ سب کافر ہیں۔

اگر خان صاحب اپنے اذناب میں ہاتھ پیر ہلا کر یہ جواب دیں کہ یہ تقریر میری نہیں یہ تو ایک بے دین کی طرف سے تقریر کی ہے تو جواب یہ ہے کہ آپ اس تقریر کے جاری کرنے کو بلاتکلف تسلیم کرتے ہیں۔ کفر تقریر کی وجہ سے آپ پر لازم نہیں کیا گیا چونکہ اس تقریر کے جاری کرنے کو آپ بلاتکلّف تسلیم فرماتے ہیں اور تقریر کا جاری کرنا اس پر موقوف ہے کہ یا تو خدا کے لیے قدرت عرضیہ ثابت کی جائے یا ممکنات کے لیے قدرت ذاتیہ اور دونوں کفر صریح کی صورتیں ہیں لہذا یہ کفر اٹھ ہی نہیں سکتا۔

لو پھر کیا یاد رکھو گے چلتے ہاتھ ایک کفر اور بھی نذر ہے۔ وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں کوئی بے دین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت عامہ کا منکر ہو۔ اور اس کی مثال میں یہ فرماتے ہو کہ ذات باری قدرت باری سے خارج ہے تو چونکہ ذات باری تعالیٰ قدرت باری تعالیٰ کے تحت میں داخل نہ ہوئی تو قدرت عامہ نہ رہی تو گویا ذاتِ خدا کو مقدوریت سے خارج ماننا قدرت عامہ کا انکار ہے اور یہی وجہ بے دینی کی ہے تو معلوم ہوا کہ آپ خداوند عالم کو قادر مطلق اس معنی کر جانتے ہیں کہ ذات باری تعالےٰ کو بھی قدرت کے تحت میں داخل مانتے ہیں۔

اور یہ کفر صریح ہے ورنہ پھر اس غریب کی بے دینی کی وجہ کیا ہے۔ یہ دوسرا کفر ہے بغور جواب دیجئے کیا بلاتکلف تقریر جاری فرمائی کہ آپ کا لازماً کافر ہونا دو وجہ سے ثابت ہوگیا۔

حفظ الایمان کے متعلق جو کچھ بھی خان صاحب نے حسام الحرمین میں تمہید ایمان میں بیان فرمایا تھا ان تمام باتوں کا بفضلہ کافی اور وافی جواب ہوگیا وہ کریم اور حکیم قبول فرما کر اہل اسلام کو اس سے نفع پہنچائے آمین ثم آمین۔

اب خان صاحب کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جس کا آپ نے ذکر کیا ہو اور اس کا جواب ذکر نہ ہوا ہو۔ لیکن ابھی ایک اور بہت بڑا شبہ باقی ہے اس کا ذکر اور جواب بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ناظرین کو شاید تعجب ہوگا کہ اب کون سی بات باقی رہ گئی ہے۔ یہاں تو مطلع صاف ہے خان صاحب اب کیا اعتراض فرماویں گے ان کو حفظ الایمان پر بے جا جرح و قدح کرنے کا ہاتھوں ہاتھ بدلہ مل گیا۔ دو وجہ سے کفر لازم آگیا ایک یہ کہ اتنے بڑے علامہ سے یہ تو بہت ہی مستبعد ہے کہ وہ یہ نہ سمجھے ہوں کہ علم غیب کی تقریر قدرت باری میں نہیں چل سکتی۔ اب دو ہی احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ خان صاحب نے سمجھ بوجھ کر جھوٹ بولا تو وہ بڑے خائن بددیانت ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسے جاہل ہوں کہ برسوں تک غور و فکر کیا مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تقریر قدرت میں چل سکتی ہے یا نہیں لیکن ان دونوں احتمالوں کو خان صاحب کے اذناب تسلیم نہ کریں گے کیونکہ خلاف شان خان ہے ہاں ایک یہ احتمال ہے کہ خان صاحب کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ یا تو معاذ اللہ خداوند عالم کو قدرت عرضیہ ہے یا مخلوقات میں قدرت ذاتیہ بغیر اعطائے الٰہی ہے اور دونوں صورتوں میں

خان صاحب جہاں گئے ظاہر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کو بھی داخل قدرت مانتے ہیں اور یہ بھی مسلم کفر ہے۔

ناظرین کا خیال صحیح ہے مگر خان صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ میرے نزدیک تو حفظ الایمان کی عبارت بہر صورت کفر صریح اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ہی ہے اور گو حفظ الایمان میں یہ مذکور ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو علوم لازم نبوت اور ضروری تھے وہ سب عطا ہو گئے تھے مگر وجہ تسمیہ کے اندر اس کو ذکر نہیں کیا یہ بھی آپ کے علم غیب کا انکار ہے اور آپ کی توہین ہی ہے۔ اور اگر کوئی دریافت کرے کہ آخر اس شبہ کا منشا کیا ہے یہ کہاں سے پیدا ہوا تو یہی فرمائیں گے کہ اس کا منشا ہٹ دھرمی کے سوا اور... کچھ نہیں اس شبہ کا جواب دو تب تو مانیں گے ورنہ نہیں۔ اور گو اس تقریر کو اپنے اساتذہ میں بھی جاری کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی توہین اور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ کو گالی ضرور ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ ہم اس شبہ کا جواب دیں گے مگر آپ سے پھر بھی یہ امید نہیں کہ آپ تسلیم فرمالیں کیونکہ ہٹ دھرمی کا جواب ہی کیا ہے۔ اور اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اسی قسم کی عبارت ہم ان اکابر کی پیش کر دیں جن کو آپ اور آپ کے بزرگوار کیا صدیوں سے جملہ علمائے امت مستند اور عالم متدین تسلیم فرما چکے ہیں اور ان کے عالم وسنی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اگر آپ ان کی نسبت کچھ بھی فرمائیں تو پھر دیکھئے کہ اذناب بھی پیچھے سے آگے آ جائیں۔

ناظرین نہایت عجیب بات اور سننے کے قابل ہے کہ ۱۳۲۶ھ ہجری میں جلسہ

مدرسہ مصباح التہذیب بریلی میں بندہ گیا اور جب یقین ہو گیا کہ خان صاحب مناظرہ نہیں کریں گے تب بندہ نے شرح مواقف کی عبارت اپنے بیان میں پیش کی کہ دیکھو میر سید شریف اور قاضی عضد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یہ فرماتے ہیں۔ گویا حفظ الایمان اسی عبارت کا ترجمہ ہے تو کیا خان صاحب ان حضرات کو بھی کافر کہہ دیں گے اور گو یہ تو آپ سے مشکل نہیں ہے مگر آٹھ سو برس کے جس قدر مسلمان السید السند اور قاضی عضد رحمہا اللہ تعالےٰ کو مسلمان ہی نہیں مسلمانوں کے پیشوا جانتے چلے آتے ہیں ان سب کو کافر کہیں گے۔ مگر اللہ رے دل گردے کہ جب خان صاحب کو شرح مواقف کی یہ عبارت پہنچی تو ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور سنا ہے کہ پہلا کلمہ یہی تھا کہ وہ بھی متاخرین میں سے ہیں کافر ہیں کیوں نہ ہو آخر داروغہ جہنم کو اس کا پیٹ بھی تو بھرنا ضرور ہے۔

اب ناظرین شرح مواقف کا مطلب توجہ سے سنیں تب معلوم ہو جائے گا، کہ ہٹ دھرمی سے بھی حفظ الایمان کو نہ ماننا معمولی بات نہیں ہے اس میں ان کے اذناب سے بھی امید ہے کہ ساتھ نہ دیں گے اور سوائے مختوم مہری لوگوں کے سب کے دلوں کی صفائی ہو جائے گی۔ کیونکہ میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہا اللہ تعالےٰ نہ وہابی تھے نہ غیر مقلد نہ مدرسہ دیوبند کے فارغ التحصیل پھر صدہا سال سے کیسے کیسے علماء اولیاء کرام نے ان عبارتوں کو دیکھا مگر کسی نے اعتراض تک بھی نہ کیا اور خان صاحب کے نزدیک اسی کی مثل عبارت صریح کفر اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گالی۔ تو خان صاحب کے مذاق کے موافق معاذ اللہ تعالیٰ شارح ماتن اور اس وقت سے لے کر اس وقت تک کے تمام مسلمان قطعی کافر ہو گئے۔ امید ہے کہ خان صاحب

کے اذناب بھی اس تمدران کے پیچھے دوڑ پڑیں گے اور خان صاحب کی اتباع میں
تمام سلف و خلف کو کافر نہ کہیں گے۔

وَاَمَّا الْفَلَاسِفَةُ فَقَالُوْا هُوَ اَیِ النَّبِیُّ مَنِ اجْتَمَعَ فِیْهِ خَوَاصٌ ثَلٰثٌ یَمْتَازُ بِهَا مِنْ غَیْرِهٖ اَحَدُهَا اَیْ اَحَدُ الْاُمُوْرِ الْمُخْتَصَّةِ بِهٖ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اِطِّلَاعٌ عَلَی الْمُغَیَّبَاتِ الْکَائِنَةِ وَالْمَاضِیَةِ وَالْاٰتِیَةِ الخ ترجمہ بہرحال فلاسفہ پس وہ کہتے ہیں کہ نبی وہ ہے جس میں تین باتیں پائی جائیں جن کی وجہ سے وہ غیر نبی سے ممتاز اور متمیز ہو جائے ایک ان امور میں سے یہ ہے کہ نبی کو اطلاع مغیبات پر چاہیئے جو امور ہوتے ہیں یا ہو چکے یا آئندہ ہونے کو ہیں وہ نبی پر منکشف ہوں پھر اس کی دلیل بیان کی ہے کہ یہ بات مستبعد نہیں ہے فلاں وجہ سے پھر فرماتے ہیں کہ وَکَیْفَ یُسْتَنْکَرُ ذٰلِكَ الْاِطِّلَاعُ فِیْ مَنْ قَلَّتْ شَوَاغِلُهٗ لِرِیَاضَةٍ اَنْوَاعِ الْمُجَاهَدَاتِ اَوْ مَرَضٍ صَارِفٍ لِلنَّفْسِ عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْبَدَنِ وَاسْتِعْمَالِ الْاٰلَةِ اَوْ نَوْمٍ یَنْقَطِعُ بِهٖ اِحْسَاسَاتُهُ الظَّاهِرَةُ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ یَطَّلِعُوْنَ عَلٰی مُغَیَّبَاتٍ وَیُخْبِرُوْنَ عَنْهَا کَمَا یَشْهَدُ بِهٖ السَّامِعُ وَالتَّجَارِبُ بِحَیْثُ لَا یَبْقٰی فِیْهِ شُبْهَةٌ الْمُنْصِفِیْنَ

ترجمہ یعنی نبی کا امور غائبہ پر مطلع ہونا کس طرح مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ اطلاع علی المغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل کم ہوں یا تو بوجہ مجاہدات اور ریاضتوں کے یا کسی مرض کی وجہ سے جو نفس کو اشتغال بالبدن اور استعمال آلات سے روک دے یا قلت شواغل بوجہ نیند اور سونے کے جس سے احساسات ظاہرہ منقطع ہو جائیں کیونکہ یہ لوگ جن کے شواغل نفسانی بوجہ مجاہدات اور ریاضتوں کے کم ہو جائیں یا بوجہ مرض کے توجہ جسم اور آلات جسمانیہ کی طرف کم ہو جائے یا بوجہ سونے کے حواس ظاہرہ منقطع ہو جائیں تو ایسے لوگ بھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ

تجارب اور اخبار اس کے شاہد ہیں کہ منصفین کو اس میں شبہ باقی نہیں رہتا۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ ریاضت کرنے والوں میں مسلمانوں ہی کی تخصیص نہیں چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو علی ہذا القیاس خواب میں بھی کسی نیک و بد فاسق فاجر کافر و مسلم کی تخصیص نہیں اور جس[1] مریض کو لکھا ہے کہ بوجہ قلت اشتغال بالبدن کے اس کو بھی اطلاع علی المغیبات ہو جاتی ہے وہ مرض مالیخولیا ہے جس کی ایک قسم جنون بھی ہے چنانچہ شرح اسباب کی عبارت سے واضح ہے اور جنون میں قلت اشتغال بالبدن بہت زیادہ ہے تو حاصل یہ ہوا کہ جب اطلاع علی المغیبات ان ادنیٰ لوگوں کو یعنی مجاہدہ کرنے والوں کو چاہے کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو اور مالیخولیا اور جنون والوں کو چاہے کوئی ہو اور خواب کی حالت میں ہر فاسق فاجر نیک و بد کو اطلاع علی المغیبات ہوتی ہے تو نبی کو جو انسان کا فرد کامل ہے ان کو اطلاع علی المغیبات ہو جانی کیا مستبعد ہے تو ہر نبی کے لیے لازم ہے کہ اطلاع علی المغیبات ہو۔

یہاں تک تو فلاسفہ کے کلام کا حاصل تھا اب اہل سنت والجماعت ان کو جواب دیتے ہیں کہ یہ بات ضرور نہیں کہ نبی کو اطلاع المغیبات ہو جس کی وجہ سے نبی غیر نبی میں امتیاز ہو۔ قُلْنَا مَا ذَکَرْتُمْ مَرْدُوْدٌ بِوُجُوْهٍ اِذِ الْاِطِّلَاعُ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ لَا یَجِبُ لِلنَّبِیِّ اِتِّفَاقًا مِّنَّا وَمِنْکُمْ وَلِهٰذَا قَالَ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ وَالْبَعْضُ اَیِ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْبَعْضِ لَا یَخْتَصُّ بِهٖ اَیْ بِالنَّبِیِّ کَمَا اَقْرَرْتُمْ بِهٖ حَیْثُ جَوَّزْتُمُوْهُ لِلْمُرْتَاضِیْنَ وَالْمَرْضٰی وَالنَّائِمِیْنَ فَلَا یَتَمَیَّزُ النَّبِیُّ مِنْ غَیْرِ النَّبِیِّ الموقف السادس فی النبوۃ ص۲۲۴ جلد ثامن شرح مواقف مع مطالع الانظار شرح

[1] وقد بلغ الفساد الی حد یظن انہ یعلم الغیب وکثیرا ما یخبر بما یکون قبل کونہ الخ۔ شرح اسباب ص۶۹

ترجمہ: ہم کہتے ہیں جو وجہ تم نے بیان کی ہے چند وجوہ سے مردود ہے (کیونکہ تم جو نبی کیلئے اطلاع مغیبات کو لازم کہتے ہو اس سے کیا مراد ہے کل مغیبات پر اطلاع ضروری کہتے ہو یا بعض پر اگر کل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ۲ اطلاع تو تمہارے ہمارے نزدیک باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف نہ پہنچتی۔ اور اگر اطلاع بعض مغیبات پر مراد ہے تو اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ تم خود اقرار کرتے ہو اس واسطے کہ مرتاضین اور مریضوں اور نائمین کے لیے بھی اطلاع بعض مغیبات پر جائز رکھتے ہو پس نبی غیر نبی سے متمیز نہ ہوگا انتہی۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس عبارت اور حفظ الایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے، اب اگر کوئی خان صاحب کا بڑا بھائی قاضی عضد اور میر السید السند سے وہی کہنے لگے جو آپ نے حفظ الایمان کی نسبت حسام کے صفحہ ۱۲ پر کہا ہے کہ قاضی صاحب اور میر صاحب نے مواقف اور اس کی شرح میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم انبیاء علیہم السلام کو ضرور ہے ایسا تو ہر مرتاض اور نائم اور مالیخولیا والے مراقی کو ہو سکتا ہے (چاہے وہ فاسق کیا کافر ہی کیوں نہ ہو) اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے اس واسطے کہ اطلاع کل مغیبات پر نبی کے لیے باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب داں ہوتا تو خیر کثیر حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ چھوتی اور اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ تم نے اقرار کیا کہ مرتاضین اور مرضی اور نائمین کے لیے بھی جائز ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو کہ قاضی صاحب اور سید صاحب کیسی برابری کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور چنیں اور چناں میں اور کیونکر اتنی بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ مرتاض اور مالیخولیا والا مریض اور سوتا ہوا اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا انہوں نے

نام لیا انہیں غیب کی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی امور غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امور پر یقین ہوتا ہے وہ انبیاء کے بتانے سے ملتا ہے علیہم السلام نہ اور کسی کے الخ ص ۱۲ حسام الحرمین۔

تو خان صاحب سید صاحب اور قاضی عضد صاحب رحمہما اللہ تعالےٰ اور جملہ اہل اسلام کی طرف سے جو جواب دیں گے وہی ہم حضرت مولٰنا تھانوی کی طرف سے جواب دیں گے۔

اب آئیں وہ جاہل کہتے تھے کہ نہیں نہیں حفظ الایمان کی عبارت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور توہین اور گالی ہے۔ خاک بدہنش اگر یہ مقولہ ان کا صحیح ہے تو پھر مواقف اور شرح مواقف کی نسبت بھی کیا یہی حکم صادر ہوگا یا اس کا کوئی مطلب صحیح ہے اور قصور فہم شریف کا ہے۔

خان صاحب یہ جواب نہیں دے سکتے کہ یہاں تو جواب فلاسفہ کو بطریق الزام دیا ہے کہ تم نے بعض مغیبات پر اطلاع غیر نبی کو جائز رکھی ہے مسلمانوں کا اعتقاد تھوڑا ہی بیان فرمایا ہے چنانچہ کما اقررتم کے لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ یہ بیان واقعی ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ فلاسفہ تو بعض مغیبات کا علم غیر نبی کے لیے جائز رکھتے ہیں اور اہل اسلام جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو فلاسفہ کا مدعی ثابت ہو جائے گا کہ اطلاع بعض مغیبات پر خاصہ نبی کا نفس الامر اور واقع میں ہو سکتا ہے اور تمیز غیر نبی کا نبی سے ہو سکتا ہے اور یہ شارح اور ماتن دونوں کے خلاف مقصود ہے۔

علاوہ ازیں یہ لفظ شرح مواقف کی عبارت میں ہے آگے جو مطالع الانظار کی عبارت آتی ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے وہاں یہ جواب غلط بھی ذکر نہیں ہو سکتا۔ اس سے

قطع نظر فلاسفہ کی اصل دلیل جو اتصال بالمبادی العالیہ ہے وہاں بھی اس کی گنجائش نہیں۔ علاوہ ازیں یہ امر تو مشاہد ہے اس کا منکر کون ہو سکتا ہے کہ اطلاع علی البعض مختص بالنبی نہیں کسی نہ کسی غیب کا علم تو غیر نبی کو بھی ضرور ہوتا ہے لہذا حفظ الایمان اور شرح مواقف کی عبارت میں کوئی فرق نہیں۔

پھر وہی خان صاحب کا چھوٹا بھائی فلاسفہ کی طرف سے خان صاحب سے سیکھ کر میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہا اللہ تعالٰے کو مخاطب کر کے اپنے استاذ کی عبارت حسام الحرمین تبغیر مناسب پیش کرے تو کیا جواب ہوگا۔

" دیکھو میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہا اللہ تعالٰے نے کیسا قرآن شریف کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھے کہ نبی اور مرتاضوں اور سونیوالوں اور مالیخولیا والوں میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ تعالٰے مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور بڑے دغاباز کے دل پر پھر خیال کرو کہ اس نے کیوں کر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کی فضیلت اس میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیا علیہم السلام سے واجب اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں ان کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور و مرتاض و مالیخولیا والے اور نائم کے لیے بعض اشیاء کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب ہونے سے زیادہ روشن ہے پھر میں کہتا ہوں تو نہ دیکھے گا کہ کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کی شان گھٹائے اور وہ ان کے رب جل و علا کی تنظیم کرتا ہو حاشا خدا کی قسم ان کی شان وہی گھٹائے گا جو ان کے رب

تبارک و تعالٰی کی شان گھٹاتا ہو جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی کی قدر نہ پہچانی اس لیے کہ یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الٰہی میں بعینہ بغیر کسی تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ تعالٰی کی قدرت عامہ کا منکر ہو اس منکر سے کہ علم غیب انبیاء کے لیے ضروری نہ جانے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا یا اللہ تعالٰے کے لیے قدرت عامہ کا ضروری ہونا یا قدرت عامہ کا خواص باری تعالٰی سے ہونا اگر بقول مسلمانان صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے الخ ماقال تو بدکاری کو دیکھو کیسے ایک دوسرے کی طرف کھینچ لے جاتی ہے انتہی حسام الحرمین صـ۲۳ ،۲۵ تبغیر یسیر خان صاحب بے شک بدکاری ایسی ہی نجس ہے کہ ایک دوسری کی طرف کھینچ لے جاتی ہے آپ نے ایک مقبول بندہ کی عداوت بوجہ اتباع سنت کے کی اور صحیح اور بلا غبار عبارت کا مطلب غلط قرار دیا دیکھو اس کی نوبت کہاں تک پہنچی کہ وہ تقریر قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہا اللہ تعالٰے کے کلام میں بعینہ چل گئی جس کا نتیجہ ایسا بد اور خبیث ہے کہ آپ کے قول کے موافق موجودہ مسلمان ہی نہیں بلکہ صدہا برس کے مردے علماء و صلحاء اولیا سب کی تکفیر لازم آتی ہے معاذ اللہ تعالٰی من الحرمان القصاوۃ والغباوۃ وملاک الخبائث کلہا البدعۃ واتباعہا والمیل الیہا اعاذنا اللہ تعالٰے منہ وسائر المسلمین آمین۔

آپ نے حفظ الایمان کی تقریر قدرت عامہ الٰہیہ میں چلائی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ دو وجہ سے کفر لازم ہوا خان صاحب؟ ؎ کار بوزینہ نیست نجاری۔ ہم نے آپ کی تمام تقریر کو شرح مواقف میں جاری کر دیا ہے آپ میں اگر علمیت ہے تو اس میں اعتراض کر کے وجہ فرق بیان فرمادیں۔ اور آپ تو کیا آپ کے تمام اذناب تمام جماعت تو مل کر اس کام کو انجام

دے سے۔

یہ تو حسام الحرمین کی غلاظت کا بیان تھا اب تمہید ایمان کی ایلاوس کو بھی جاری کر کے ملاحظہ فرمایئے۔ پھر وہی آپ کا چیلہ فلاسفر کی جانب سے آپ کی تمہید ایمان میں دیکھ کر قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالےٰ سے یہ آپ کی عبارت تبغیر لیسیر کہے تو کیا جواب ہے۔

”مسلمانو! کیا خدا و انبیاء کی توہین کرنے والا کافر نہیں، ضرور ہے کیا جس (قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ) نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص، ایسا علم تو ہر تر من و کافر فاسق مجنون مالیخولیا والے اور سونے والے کو بلکہ ہر شخص کو حاصل ہو سکتا ہے کیا اس نے انبیاء علیہم السلام کو صریح گالی نہ دی کیا انبیاء علیہم السلام کو ۲ ہے جتنا ہر پاگل اور ہر شخص کو حاصل ہے یا حاصل ہو سکتا ہے مسلمان مسلمان اے انبیاء کے امتی تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ کیا اس ناپاک ملعون کے صریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گذر سکتا ہے معاذ اللہ کہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت تیرے دل میں سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے تمہید ایمان ص۱۱، ۱۲“

خان صاحب آپ نے اپنا انتقال حواس ملاحظہ فرمایا اس صاف و پاک کلام جس کو ہزار ہا علماء اور اولیاء امت نے دیکھا ہی نہیں پڑھا پڑھایا ہے حواشی اور شروح لکھے ہیں ان کو آپ کس قدر صریح اور شدید گالی سے تعبیر فرماتے ہیں کیا یہ صدیوں سے مسلمان آپ کے نزدیک کافر تھے یا ایسے بدعقل تھے کہ ایسی صاف و صریح اور شدید گالی کو گالی نہ سمجھا، معاذ اللہ من ہذہ الخرافات ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

حق یہ ہے کہ بدعت پر خدا کی لعنت آدمی کے دین ہی کو نہیں عقل کو بھی مسخ کر دیتی ہے خان صاحب کے اذناب ہوا خواہ اعلیحضرت اعلیحضرت کہنے والے کہاں ہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت کو دیکھا کیسا اسم بامسمّیٰ ہے ہاں جس کے پاس پہلے ہی سے ایمان نہ ہو تو اس کو ایمان کی کیا قدر اور کیا حفاظت اب سب بھی مل کر جواب دے دو تو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

خان صاحب آپکا وہی بھائی شرح مواقف کی یہ عبارت فلا تمیز بہ النبی عن غیرہ پر اگر آپ کی یہ عبارت تبغیر یسیر پیش کرے تو کیا جواب ہوگا کیا انبیاء اور مرتاضوں اور سونے والوں اور پاگلوں اور ہر شخص میں فرق نہ جاننے والا انبیاء علیہم السلام کو گالی نہیں دیتا کیا اس نے اللہ عزوجل کے کلام کو صراحتہً رد و ابطال نہ کر دیا۔ تمہید ص۱۲

خان صاحب اگر آپ کی یہی الٹی عقل ہے تو دنیا میں چاہے کوئی رہے یا نہ رہے مگر مسلمانوں کو تو آپ ضرور ہی نہ رہنے دیں گے۔ مولانا تھانوی کے حسد نے آپ کو اندھا کر رکھا ہے دین و دنیا میر سید شریف قاضی عضد وغیرہ وغیرہ جملہ علماء و صلحا کچھ بھی نظر نہیں آتے۔

یہ تو عبارت شرح مواقف کی تھی اب ایک اور عبارت بھی پیش ہوتی ہے جو مطالع الانظار شرح طوالع الانوار بیضاوی کی ہے اور ممکن ہے کہ حفظ الایمان پر اعتراض کا ماخذ یہی ہو کیونکہ اس میں شق ثالث بطریق اعتراض مذکور ہے لیکن اگر اس کو ظاہر فرما دیتے اور کچھ جدت نہ ہوتی تو پھر آپ کا کمال اور مجددیت کی شان کیا ہوتی اگر شرح مواقف اور مطالع الانظار پر آپ کفر کا فتویٰ لگاتے تو خود اذناب ہی منہ کی کھیاں اڑا دیتے اس وجہ سے حضرت مولانا تھانوی مدظلہم کی عبارت جو گویا ان عبارات کا ترجمہ یا مفاد تھا اس پر کفر کی مشق

کی جب لوگ اس مضمون کو سمجھ جائیں گے تو جہاں کہیں یہ مضمون ہو گا سب کو کافر کہدیں گے گو آپ کو اس قدر عقل دینیات میں نہیں مگر تکفیر میں اگر معلّم[1] نے سمجھا دیا ہو تو بعید نہیں کیونکہ وہ جس کو بھی بتاتا ہے آدھی ہی بات بتاتا ہے پوری نہیں بتاتا۔ خیر جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ اعلم ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

ذہب الحکماء الی ان النبی من کان مختصا بخواص ثلثة الاولی ان یکون مطلعا علی الغیب بصفاء جوھر نفسہ وشدة اتصالہ بالمبادی العالیة من غیر سابقیة کسب و تعلم و تعلیم پھر فرماتے ہیں وقد اورد علی ھذا بانھم ان ارادوا بالاطلاع الاطلاع علی جمیع الغائبات فھو لیس بشرط فی کون الشخص نبیا بالاتفاق وان ارادوا بالاطلاع علی بعضھا فلا یکون ذلک خاصةً للنبی اذما من احد الاویجوزان یطلع علی بعض الغائبات من دون سابقیة تعلم و تعلیم و وایضًا النفوس البشریة کلھا متحدة بالنوع فلا یختلف حقیقتھا بالصفاء والکدر فماجاز لبعضٍ جاز ان یکون لبعض اخر فلا یکون الاطلاع خاصة للنبی ۔

مطالع الانظار برحاشیہ شرح مواقف۔ جلد اوّل ص ۵۳۶ و ص ۵۳۷ ۔

ترجمہ:۔ حکماء اس کی طرف گئے ہیں کہ نبی وہ ہے جو تین خواص کے ساتھ مختص ہو پہلا یہ کہ غیب پر مطلع ہو بوجہ صفائی جوہر نفس اور مبادی عالیہ سے زیادہ اتصال کے اور اطلاع غیب پر بے تعلم اور تعلیم کے ہو اور اس پر یہ شبہ پیش کیا گیا ہے کہ اگر ان کی مراد اطلاع علی الغیب سے جمیع غیوب پر اطلاع ہے تو یہ نبی کے نبی ہونے میں بالاتفاق شرط نہیں۔ اور اگر مراد بعض ہے تو یہ نبی کے ساتھ خاص نہیں اس واسطے کہ کوئی بھی ایسا نہیں جس کو بعض مغیبات پر اطلاع بدون تعلم و تعلیم کے نہ ہو سکے اور نیز چونکہ تمام نفوس

[1] معلم سے مراد اس مقام پر ابلیس لعین ہے ۱۲ ناشر

بشریہ حقیقت میں باعتبار صفائی اور کدورت کے ایک سے ہیں تو جو ایک کے لیے جائز ہے دوسرے کے لیے بھی جائز۔ تو اب اطلاع مغیبات پر خاصہ نبی کا نہیں ہو سکتا۔

یہ عبارت بعینہ ویسی ہی ہے جیسی پہلے شرح مواقف کی مذکور ہو چکی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ اس میں تو اطلاع بعض مغیبات مرتاض اور مریض اور نائم ہی کو لکھا تھا اور یہاں تو کسی کی بھی تخصیص نہیں بلکہ تمام افراد انسانی کو شریک کر دیا کہ جس میں پاگل مجنون، صبی زید و عمرو بکر مسلمان کافر سب ہی شریک ہو گئے۔

اب خان صاحب فرمائیں کہ شارح اصبہانی کو اور تمام امت جو اس کتاب کے مصنف کو مسلمان سمجھتی ہے ان کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ اب جو حسام الحرمین اور تمہید کی عبارت تبغیر یسیر بندہ نے پہلے نقل کی ہے ناظرین اس کو بجنسہٖ یہاں بھی خیال فرمالیں اور خان صاحب کی علمیت و دیانت کی داد دیں۔

ناظرین کے لیے جواب تک لکھا گیا ہے کافی سے بھی بہت زیادہ ہے اور زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں مگر ہاں اس عبارت کے بعد جو عبارت ہے اس کے ذکر کرنے سے خان صاحب کی ہٹ دھرمی بھی خاک میں مل جاتی ہے اس کو ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے فلاسفہ کے مقابلہ میں جو اہل سنت نے جواب دیا تھا کہ اگر کل غیوب مراد ہیں تو بالاتفاق ضروری نہیں اور اگر بعض مراد ہیں تو اس میں انبیاء کی کیا تخصیص بلکہ ہر انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں اس تقریر پر شارح اعتراض پیش کرتا ہے وَفِیْ ھٰذِہِ الْاِیْرَادَاتِ نَظَرٌ اَلْاَوَّلُ فَلِاَنَّھُمْ اَرَادُوْا بِالْاِطِّلَاعِ اَلْاِطِّلَاعَ عَلٰی بَعْضِ مَالَمْ یَجْرِ الْعَادَةُ بِہٖ مِنْ غَیْرِ سَابِقِیَّةِ تَعْلِیْمٍ وَّ تَعَلُّمٍ وَّمِنْ غَیْرِ عَارِضٍ وَلَا شَکَّ اَنَّ مِثْلَ ھٰذَا الْبَعْضِ لَا یَکُوْنُ لِغَیْرِ النَّبِیِّ الخ ۔ یعنی فلاسفہ نے جو نبی کا خاصہ قرار دیا ہے وہ مطلق بعض اشیاء کا غیب نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو غیب عادی نہ ہو اور وہ بھی بدون

تعلیم و تعلم کے اور بدون کسی عارض کے ہو اور بیشک ایسا بعض غیر نبی کے لیے حاصل نہیں ہوتا غرض یہ ہے کہ نہ مطلق بعض ہوں نہ کل اشیاء ہوں بلکہ وہ بعض مراد ہوں کہ جن کا علم لوگوں کو عادۃً بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل نہ ہوتا ہو اور نبی کو وہ غیر عادی علم بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل ہو خاصہ نبی کا بن سکتا ہے۔

اس عبارت نے خان صاحب کے تمام خیالات پر پانی پھیر دیا کیونکہ بیان سابق میں نقطہ یہ نقصان بتایا کہ ایک احتمال باقی رہ گیا ہے جس کو غلاسفر کہہ سکتے ہیں کہ اہل سنت کے بیان میں ایک شق باقی رہ گئی مگر اس شق کے بیان نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ کافر کہا نہ یہ کہا کہ مسلمانوں نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی اور صریح گالی دی لہذا یہ قطعی کافر ہیں جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور نہ یہ کہا کہ چونکہ یہاں شق ثالث بیان نہیں کی تو ان کے نزدیک علم فقط علم مطلق اور مطلق علم ہی میں منحصر ہو گیا جو خان صاحب نے بیہودہ اعتراض حسام میں کیا ہے۔

نہ یہ شبہ کیا کہ موقع بیان میں چونکہ بیان نہیں کیا تو دلیل اس امر کی ہے کہ ان کے نزدیک فقط دو ہی احتمال ہیں مطلق علم یا علم مطلق حالانکہ صحیح احتمال یہی ہے۔

اور بفضلہ تعالیٰ حفظ الایمان کی عبارت میں تو یہ بھی نہیں کہ کوئی احتمال بالکل متروک ہو چنانچہ اس کی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اس قسم کے اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے علم سے بے نصیب کیا ہے وہ نہیں جانتے کہ علماء دلائل کس طرح بیان کیا کرتے ہیں اور ان پر اعتراض کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

اور اگر خان صاحب اب بھی نہ مانیں تو ہم راضی ہیں یا تو حفظ الایمان کی عبارت میں اور شرح مواقف اور مطالع الانظار کی عبارت میں فرق بتلاویں ورنہ جو ان حضرات کو کہتے

ہیں وہی حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کو بھی کہیں، جو ان کو کہیں وہی ان کو بھی کہیں غرض فرق کوئی نہیں ہے دونوں عبارتیں ایک ہی طرح کی ہیں گویا ایک دوسرے کا ترجمہ ہے۔

خان صاحب ہماری اس بات کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ ہاں اپنے اذناب کو گمراہ کرنے کے لیے ایک بات کہیں گے ہم اس کو بھی لکھ کر جواب لکھے دیتے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ ان عبارتوں میں اس علم کا ذکر نہیں جو انبیاء علیہم السلام کو نفس الامر اور واقع میں ہے بلکہ اس علم کا ذکر ہے۔ جس کو نبوت کے لیے لازم اور ضروری کہا جاتا ہے اور حفظ الایمان میں اس کا ذکر ہے جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں پس فرق واضح ہو گیا۔

تو جواب یہ ہے کہ حفظ الایمان میں بھی اس علم کا ذکر نہیں جو نفس الامر اور واقع میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ گفتگو اس علم میں ہے جس کو عالم الغیب کہنے کی زید علت قرار دے رہا ہے چنانچہ مفصل مذکور ہو الیس پھر دونوں عبارتوں کا حاصل ایک ہو گیا۔ فتدبر فیہ ولا تغتر بالغباوۃ

اس شبہ اور جواب کو ہم نے نہایت مجمل بیان کیا ہے کہ اہل فہم کے لیے کافی ہے ورنہ اگر خان صاحب نے یا ان کے کسی اذناب نے حرکت کی اور کچھ لکھا تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ ایسا لکھ کر ان کی جہالت اور غباوۃ کو ثابت کریں گے جس کو دنیا دیکھے گی کیس ان میں ہمت تو ہو تکفیر آسان نہ تھا شد لینے کے دینے تو اب پڑے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ ممکن سے ممکن عذر جو خان صاحب کی جانب سے ہو سکتا ہے اس کو بھی ہم نے ذکر کر کے جواب دے دیا ہے تاکہ خان صاحب یا ان کے اذناب کو جواب لکھنے کی ہمت ہی نہ رہے اور جواب نہ لکھنا محض عجز ہی کی دلیل ہو اور بر عاقل

منصف سمجھ لے کہ کلام اپنے جمیع جوانب کو محیط ہے اب اس میں قلم اٹھانے کی گنجائش ہی نہیں۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ حفظ الایمان کی یہ صاف اور بے غبار عبارت ہے جس پر خان صاحب نے اس قدر شور و غل مچایا کہ عرب سے عجم تک کی تکفیر فرما دی حالانکہ جو مطلب خان صاحب بیان فرماتے ہیں وہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا چنانچہ تحریر بالا سے ظاہر ہے اور نہایت صاف بیان میں یہ امر دکھلا دیا گیا ہے کہ جو مطلب خان صاحب بیان فرماتے ہیں وہ عقلاً حفظ الایمان کی عبارت کا ہو ہی نہیں سکتا۔

لیکن اگر ہم تنزل اور فرض محال کے طور پر یہ بھی تسلیم کرلیں کہ ہم نے جو حفظ الایمان کا مطلب بیان کیا ہے یہی مطلب متعین نہیں اور کوئی دوسرے معنی بھی محال نہیں ہیں بلکہ دوسرے معنی بھی عبارت کے ہو سکتے ہیں گو وہ نہایت ہی ضعیف ہوں یا محال در محال یہ فرض کرلیں گو نفس الامر اور واقع کے بالکل ہی خلاف ہے کہ ہم نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ تو ضعیف احتمال ہے اور خان صاحب نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ قوی ہیں مگر قابل گذارش یہ امر ہے کہ جب تکفیر میں اس قدر احتیاط ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ نہیں بلکہ ۹۹۹ وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو مسلمان پر فرض ہے کہ اس کلام کے وہی معنی کیے جس سے قائل مسلمان رہے جب تک معنی کفر ہی کا مراد رکھنا آفتاب کی طرح روشن نہ ہو جائے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلی تو پھر خان صاحب نے بلا تردد قائل تکفیر قطعی کیسے کردی حتی کہ جو قائل کی تکفیر میں تامل کرے تردد کرے کسی وجہ سے شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے خان صاحب خود ہی تمہید ایمان میں فرماتے ہیں فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں

اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو ص۳۲ لَا یُکَفَّرُ بِالْمُحْتَمَلِ لِاَنَّ الْکُفْرَ نِهَایَةٌ فِی الْعُقُوبَةِ فَیَسْتَدْعِیْ نِهَایَةً فِی الْجِنَایَةِ وَمَعَ الْاِحْتِمَالِ لَا نِهَایَةَ ۔ بحر الرائق وتنویر الابصار وحدیقۃ ندیہ تنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہ میں ہے وَالَّذِیْ تَحَرَّرَ اَنَّہٗ لَا یُفْتٰی بِکُفْرِ مُسْلِمٍ اَمْکَنَ حَمْلُ کَلَامِہٖ عَلٰی مَحْمَلٍ حَسَنٍ۔ ص۳۶ یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں ص۳۷ علی ہذا القیاس ص۴۲، ۴۳، ۴۴ کی عبارتیں ملاحظہ فرمائی جائیں کہ خود خان صاحب تکفیر کے باب میں کس قدر احتیاط ظاہر فرماتے ہیں۔

اگر خان صاحب کے ان اقوال میں کچھ بھی صداقت اور راستبازی کی روح ہوتی یا خدا سے شرم نہ ہوتی دنیا ہی کی لاج ہوتی تو آج حفظ الایمان علی ہذا القیاس براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی عبارت پر ایسی آنکھیں بند کرکے تکفیر نہ کرتے مگر نہ معلوم کہ خان صاحب کی یہ دیدہ دوزی کس طمع نے کردی جو کچھ بھی خیال نہ فرمایا اور ایسی بلا کھٹکے تکفیر فرما دی۔

یا تو ۹۹ احتمال چھوڑ کر ایک ضعیف سے ضعیف ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال کی وجہ سے تکفیر حرام اور گناہ کبیرہ ہونے کا حکم فرماتے تھے ملاحظہ ہوں عبارات منقولہ تمہید ایمان حصہ اول یا آج ۹۹۹ احتمال صحیح مطلب صاف و صریح جس کے سوا دوسرا مطلب عبارت کا ہونا عقلاً محال مگر اس باطل معنی کو عبارت کے سر مڑھ کر قائل کی تکفیر قطعی کی جاتی ہے وہ بھی ایسی کہ جو قائل کی تکفیر نہ کرے وہ بھی قطعی کافر وَھَلُمَّ جَرًّا اس معمہ کا مطلب

کوئی صاحب حل فرمائیں۔ خان صاحب کو اسلام اور اہل اسلام سے ایسی کیوں عداوت ہے بار بار اپنی تصنیفات میں یہودیوں کا ذکر فرماتے ہیں بیشک یہود کو اسلام سے ایسی ہی عداوت ہے۔ اس دعویٰ محبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک عجیب تماشا یہ ہے کہ موجودہ جنگ ترک و بلقان کے وقت جو اہل اسلام کی بیتابی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر طبقہ بے چین ہے ہم نے خان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت جو اسلام پر وقت ہے آیا آپ سے ہو سکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر یہ ثابت کر دیں کہ مسلمان ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور ہم آپ متفقہ کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا واپسی کارڈ بھی ہضم جواب ندارد۔ ہمارے ساتھ مل کر چندہ نہ کرتے خود ہی کچھ کرتے وہ بھی معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے جیسے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا بلکہ اذناب نے جب چندۂ ترک مجروحوں کے لیے کہا تو جواب یہ ملا کہ فقیر کو اس سے کیا تعلق۔

واقعی فقیر کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ڈلوانا سب پر کفر کا فتوے جاری کرنا ہے یہ وقت تو بڑی مدت میں دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ روزانہ ہزارہا مستورات بیوہ اور بچے یتیم ہوں مسلمانوں کی اس بلا میں تو وہی شریک ہو جس کے قلب میں اسلام کی محبت ہو اور جو اسلام کی عداوت کا تخم قلب میں لیے ہو اور ہر وقت اور نہ ہو سکے تو قلم ہی سے مسلمانوں کے فنا کرنے میں مصروف ہو آج وہ مسلمانوں کو تہ تیغ بے دریغ دیکھ کر کیسے خوش نہ ہوگا۔ مگر جب اس پر اذناب بگڑنے لگے تو بعد اختتام جلسہ ایک روز چندہ ترک مجروحوں کے لیے بھی مقرر کیا جس میں پچاس روپے خود بھی دیئے اور کے سو کا چندہ ہوا نہ معلوم وہ بھی روانہ ہوا یا نہیں۔

ناظرین! کہاں تو مصنوعی نعل مبارک کی وہ تعظیم کہ کئی ہزاروں کا چندہ یار کے گھر کے شامیانہ کے لیے ہو اور یہاں اسلام جاتا ہے مگر کان پر جوں نہیں رینگتی۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ کہاں تو تکفیر اہل اسلام کے لیے سفر عرب ہو اور کہاں اس مصیبت کے وقت چندہ کی بھی کوشش اور سعی بلیغ نہ ہو۔ ندوے کے خلاف میں جھوٹے رسالے سو سے زیادہ لکھ کر ہزاروں کی تعداد شائع کی بقول اپنے منہ میاں مٹھو حضرات دیوبند کی مخالفت میں ۳۰ برس تک رسائل شائع کیے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی امداد میں کے سطر لکھکر مطبع شریف سے رسائل اور اشتہارات شائع ہوئے خان صاحب دعویٰ محبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم توبیادر معاملہ یہ اگر میرا خیال غلط ہے تو خدا معاف فرما دے ہیں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ سب جال ہے۔ اگر محبت نبوی کا دعویٰ نہ ہوتا تو عام مسلمان کیسے پھنستے آپؑ کی عداوت بہت زیادہ مضر ہے۔

تمام اہل انصاف اور اہل اسلام کی خدمت میں بکمال ادب عرض ہے کہ خدا کے لیے خان بریلوی کے معاملہ میں غور سے کام لیں ہمارا کوئی ذاتی نقصان نہیں۔ نہ ان کے کہنے سے ہم کافر ہو سکتے ہیں نہ ان کے داروغہ جہنم ہونے سے ہم جہنم میں جا سکتے ہیں۔ اگر وہ جنت کے داروغہ ہوتے تو اندیشہ بھی تھا اب اگر کچھ فکر ہوگا تو ان کے معتقدین ہی کو ہونا چاہیئے ہم فقط نصیحۃً للمسلمین عرض کرتے ہیں کہ خان صاحب کی چال اور جال سے خبردار ہو جائیں جہاں تک ہمارا علم ہے وہ دیدہ و دانستہ اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے اسلام کے مخالف ظاہر و خفیہ ہمیشہ رہے سب کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل فرمایا اور الحمد لوجہہ تعالیٰ کہ خان صاحب کے شر سے بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو

نجات دی، اور ایک نہایت ضعیف حقیر سید زادہ سے ان کا قافیہ تنگ کرا دیا۔ اب حق واضح ہو گیا ہے وللہ الحمد۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

دعائے خیر کا طالب

بندہ

محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری خادم طلبہ دار العلوم دیوبند